

عام انسانوں پر رحم و کرم

اسلام دینِ رحمت ہے، اس لئے اس کی تعلیمات میں صرف اسلام کے ماننے والوں پر رحم و کرم کی تعلیم نہیں بلکہ بلا تفریق قوم و مذہب تمام انسانوں پر رحم و کرم اس کی خصوصیات میں داخل ہے، اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں یہ تصور ناپید ہے، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الراحمون برحمهم الرحمن، ارحموا من فی الارض برحمکم من فی السماء (بخاری شریف)

”رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔“

اسلام میں مذہبی آزادی کا تحفظ

آج پروپیگنڈے کے ذریعے تعلیماتِ اسلام کے برخلاف، ان چہروں کو جن کی اسلام سختی سے مخالفت کرتا ہے، اسلام کی طرف منسوب کر کے، اسلام کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے، انہیں غلط منسوب کردہ چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر دنیا میں پھیلا ہے، اور اسلام نے انسانوں کی مذہبی آزادی کا لحاظ نہیں کیا اور لوگوں کو دینِ اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا، یہ اسلام پر بڑا بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے اسلام نے بنی نوعِ انسان کی مذہبی آزادی کا جتنا تحفظ کیا ہے، اس کا دوسرے مذاہب میں تصور بھی نہیں۔

اسلام سے پہلے تو مذہب قبول کرنے کے سلسلے میں اس قدر تعصب و تشدد برتا جاتا تھا، کہ انکار کی صورت میں منکر کو درعدوں کے آگے ڈال دیا جاتا، آگ میں بھون دیا جاتا، کھولتا تانا بان کے اوپر ڈال دیا جاتا، لیکن اسلام نے مذہب کے تین بڑی وسعت ظرفی سے کام لیا، اور ہر شخص کو مذہب کے سلسلے میں، مکمل آزادی دے کر اعلان کر دیا

لَا اِكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرة: ۳۴)

”دین کے سلسلے میں کوئی زبردستی نہیں ہے، راستہ یقیناً گمراہیوں سے ممتاز ہو چکا ہے“
قرآن کریم کی یہی روح ہے کہ اسلام کو قیام دینے کے لئے فرمایا گیا ہے:

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۚ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ (الغاشية: ۲۲۰۲۱)

”کہ آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، زور زبردستی کرنے والے (دارودہ) نہیں“

فصوص سے ماخوذ ہیں:

(۱) تمام مساوی مذاہب وادیان کا سرچشمہ ایک ہے، ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالیٰ نے

تمہارے لئے وحی دین مقرر کیا ہے، جس کا حکم نوح علیہ السلام کو دیا گیا، اور جس کا حکم
 آپ کو بھی دیا گیا اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ
 علیہ السلام کو بھی دیا ہے کہ قائم کرو دین کو اور اس میں اختلاف نہ کرو: (شوری: ۱۳)

(۲) تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے، انہیں تفریق درست نہیں،
 (البقرہ: ۱۳۶)

(۳) دین میں جبر واکراہ ویزدتی نہیں دین و مذہب کے اختیار کرنے کا معاملہ ہر انسان کی
 رضا اور رغبت پر موقوف ہے۔ (البقرہ: ۲۵۲، یونس: ۹۹)

(۴) تمام ادیان کی عبادت گاہیں اور مذہبی مقامات، قاتل احترام ہیں انکی حمایت اور دفاع ضروری
 ہے، (الحج: ۴۰)

(۵) دیگر مذاہب کے معبودوں کو برا نہ کہا جائے۔ (الانعام: ۱۳)

(۶) مذہبی اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کو قتل کرنے یا ایک دوسرے پر تعدی کرنے سے منع
 کیا گیا ہے اور نیکی کے کاموں کو فروغ دینے اور برائی کو مٹانے میں باہمی تعاون پر زور
 دیا گیا ہے، (المائدہ: ۳)

(۷) دنیاوی زندگی میں لوگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دیے جانے کا معیار اور خود اللہ
 تعالیٰ کے نزدیک معیار فضیلت، پاکبازی، تقویٰ شعاری، نیکی و بھلائی، کے کاموں
 میں سبقت ہے (الحجرات: ۱۳)

(۸) دنیوی و مذہبی اختلاف، نیکی، صلہ رحمی، اور ضیافت و دل داری، میں حائل نہ ہونا
 چاہئے (المائدہ: ۵)

(۹) ایک دوسرے کے مذاہب سے متعلق مذاکرات اور بحث مباحثہ اچھے اسلوب میں
 احترام کے حدود میں رہ کر کیا جاتا ہے۔ (مائدہ: ۴۸)

(۱۰) دیگر مذاہب والوں کے بارے میں بھی حول و اعتدال پر قائم رہنا ضروری
 ہے (المائدہ: ۱)

اسلام عالمی مذہب ہے، اسلئے اس نے غیر مسلم اقوام اور رعایا کے ساتھ مثالی رحم و کرم، مساوات و ہمدردی کا معاملہ کیا ہے۔ اسلام نے ریاست میں قیام پذیر رعایا کے متعلق ان کی جان، مال، عزت، آبرو، اور مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی ہے، اگر کوئی مسلمان ان پر ظلم کرے تو اسے مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت سمجھا گیا ہے۔ ابن کثیر میں روایت ہے، جو شخص معاہدہ شدہ غیر مسلم کو قتل کرے گا، وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔ اسلامی دور میں غیر مسلم رعایا کو بھی اتنی آزادی حاصل تھی، کہ ان کی تعلیمی ادارے آزاد ہوتے اور ان کے شخصی قوانین کیلئے عدالتیں بھی آزاد رہتیں، ان کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوتی تھی۔ اسلام نے غیر مسلموں کو کس قدر اپنے مذہب کے تئیں آزادی دے رکھی تھی، وہ عیسائیوں کے ساتھ اس معاہدے سے صاف عیاں ہے۔

معاہدے کی دفعات درج ذیل ہیں

(۱) ان کی جان محفوظ رہے گی۔

(۲) ان کی زمین چاند اور مال وغیرہ ان کے قبضے میں رہیں گے۔

(۳) ان کی کسی مذہبی نظام میں تبدیلی نہ کی جائے، مذہبی عہدے دار اپنے عہدے پر برقرار رہیں گے۔

(۴) صلیبوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

(۵) ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔

(۶) ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گی۔

(۷) اور نہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا

(۸) ان کے معاملات اور مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے۔

(۹) ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔

(۱۰) سود خوری کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۱) کوئی ناکردہ گناہ اور بڑی شخص کسی مجرم کے بدلے میں نہ پکڑا جائے گا۔

(۱۲) اور نہ کوئی ظالمانہ زحمت دی جائے گی۔

(درجہ حرارت: ۲۳۹) فزوح المداہن (پاؤری)

غالبہ بالاحقوق جو اسلام نے دیگر اقوام و رعایا کو عطا کئے ہیں ان سے زیادہ حقوق کوئی ایسی حکومت بھی نہیں دے سکتی، جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہیں ان کے متعلق اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ و رسول کی پناہ میں ہیں، اس لئے ان کو ذی کہا جاتا ہے، اسلامی قانون یہ ہے، کہ جو غیر مسلم

(دو) مسلمانوں کے لئے راہی میں ہیں ان پر کون علم ہوتا ہے کی مدافعت مسلمانوں پر اس طرح لازم ہے۔ حطرح خود مسلمانوں پر ظلم ہوتا اس کا دفع کرنا ضروری ہے (المبسوط للمرخسی: ۸۵۱)

وطن کی محبت اسلام میں

آج کچھ شریعت عناصر یہ واویلا مچاتے رہتے ہیں، کہ مسلمانوں کو وطن سے محبت نہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں، کہ وطن سے محبت ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟ اس کام کا ٹھیکہ تمہیں کس نے دیا ہے؟ وطن سے خود ہی پوچھو! وطن کا چپہ چپہ ہماری محبت کی گواہی دے گا، وطن ک مٹی سے ہمارے لہو کی خوشبو آئے گی، وطن کو زینت بخشے والی عمارتوں میں تمہیں ہماری صورت دکھے گی، وطن کی حفاظت کی خاطر قربان ہونے والوں میں سے ہم ہی سرفہرست ملیں گے اور کیوں نہ ملیں، ہندوستان ہمارا ہے، ہم نے آٹھ سو سال تک یہاں حکومت کی، اسے اپنے خون پینے سے سینچا اور اسے سونے کی چڑیا بنایا، اور اس قدر ترقی کے پام عروج تک پہنچایا، کہ تمہارے سچا انگریز، اسے لوٹنے یہاں پہنچ گئے اور یہاں کے مال و دولت کو اپنے ملک میں بنورنا شروع کر دیا، اور وہی کام آج تم کر رہے ہو، کہ عوام کی گاڑھی کمائی کو غیر ملکی بینکوں میں منتقل کر رہے ہو،

سورة الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ”تم زمین میں ہی زندگی بسر کرو گے، اور زمین میں ہی مرو گے اور زمین سے ہی نکالے جاؤ گے“ ظاہری سی بات ہے، جس زمین سے ہمارا خیر بنا، جہاں ہم پیدا ہوئے، زندگی بسر کر رہے ہیں، اور جہاں ہمیں آخری سانس لینا ہے اس سے محبت تو فطری امر ہے، اس لئے مسلمانوں میں یہ حکیمانہ جملہ بڑا مشہور ہے، حب الوطن من الایمان وطن کی محبت ایمان کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن سمجھ کر یہاں ۸۰۰ سو سال حکومت کی، اس لئے کہ ان کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ ملک ان کا نہیں کیونکہ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اس لئے وہ جہاں پہنچے اسے اپنا وطن سمجھا، وہاں کے باسیوں کو اپنا بھائی جانا اور بلا تفریق قوم و ملت بلا اختلاف دین و ملت انہیں گلے لگایا، اور ایک انسانی درجہ دیا اور اس پر زندہ ثبوت آج برادران وطن کا وجود ہے، کہ وہ ۸۰۰ سو سالوں تک امن و سکون سے رہے، بلکہ انہیں اپنے راجاؤں سے زیادہ محبت و شفقت مسلم بادشاہوں سے ملی اور آج نام حکومت ان کے ہاتھ میں آئے ہوئے ۱۰۰ سال بھی نہیں ہوئے، ملک کی حالت کراہے کیا ہوگئی نہیں ہے نہ مذہبی سے نہ شرعی نہ کرای، مسلمانوں پر ان کے وطن کو ٹک کر دیا، زبردستی بلا کسی وجہ اور ثبوت کے انہیں باغی اور دیس دوری کہنے لگے کہ کم از کم ہمارے اس عمل سے تو یہ مسلمان ہندوستان کو کسی درجہ میں اپنا وطن نہ سمجھیں، لیکن یاد رہے کہ یہ ملک ہمارا تھا، ہے اور ہے

مسلم بادشاہوں کا نظام حکومت اور ان کی رواداری

اسلام نے تقریباً ۱۳۰۰ سال پوری دنیا کو امن و امان کا گہوارہ بنائے رکھا، لیکن امن کے دشمنوں کو یہ راس نہ آیا اور انہوں نے خلافت اسلام کو ختم کر کے، جمہوریت کے نام پر دینا درحقیقت اپنی ڈیکلیری دی، بس انداز کچھ بدلا ہوا ہے، اور اس کے بعد پوری دنیا کا جو حال ہے، وہ آنکھوں دکھ رہا ہے، ٹیکنالوجی کا نام امن نہیں، انسانی جان و مال اور انسانی احترام کا نام امن پسندی ہے۔

بہر حال! میں اختصاراً ہندوستانی بادشاہوں میں سے صرف اور رنگزیب عالم گیر کی رواداری کو ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا، تاکہ برادران وطن کو معلوم ہو جائے، کہ جسے یہ ظالم و جابر کہتے ہیں، ہندو مذہب کا دشمن قرار دیتے ہیں، انہوں نے ان کیلئے کیا کچھ کیا۔

حضرت سلطان اور رنگزیب عالم گیر رحمہ اللہ کی رواداری

حضرت سلطان اور رنکزیب عالم گیر رحمہ اللہ کی رواداری
آپ کا نام نامی اسم گرامی سلطان محی الدین محمد اور رنکزیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ ہے، آپ کی حکومت
۱۷۵۸ء ۵۰ سال رہی۔

میں یہاں چند لوگوں کی تحریر کا اقتباس پیش کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

- (۱) ایگزیکٹو ہیٹھلن اپنے سفر نامے میں تحریر کرتا ہے، ریاست (اورنگزیب رحمہ اللہ) کا مسلمہ مذہب اسلام ہے، لیکن اگر تعداد میں دس ہندو ہیں، تو ایک مسلمان ہے، ہندوؤں کے ساتھ ان کے مذہبی امور میں پوری رواداری برتی جا رہی ہے، وہ اپنے تہواروں کو اسی طرح مناتے ہیں، جیسے اگلے زمانے میں۔
- (۲) پنڈت سند رلال صاحب الہ آبادی لکھتے ہیں: اکبر، جہاں گیر، شاہ جہاں اور ان کے بعد اورنگزیب رحمہ اللہ کے تمام جانشینوں کے زمانے میں ہندو اور مسلم یکساں حیثیت رکھتے تھے، دونوں مذاہب کی مساویانہ توقیر کی جاتی تھی، اور مذہب کیلئے کسی کیساتھ کسی قسم کی جانب داری نہ برتی جاتی تھی۔

(۲) پنڈت سند رلال صاحب اللہ آبادی لکھتے ہیں: اکبر، جہاں گیر، شاہ جہاں اور ان کے بعد اورنگزیب رحمہ اللہ کے تمام جانشینوں کے زمانے میں ہندو اور مسلم یکساں حیثیت رکھتے تھے، دونوں مذاہب کی مساویانہ توقیر کی جاتی تھی، اور مذہب کیلئے کسی کیساتھ کسی قسم کی جانب داری نہ برتی جاتی تھی۔

- (۳) چار لینٹ میں پروفیسر بشموتھ صاحب نے کہا کہ ایک تاریخی تقریر کا اقتباس مندرجہ ذیل ہے۔
 خیل کے ہندو غائب نہیں ہوئے، بلکہ وہ اب بھی وہاں کے رہائشی ہیں، ان کے گھروں میں اب بھی گائے، بکریاں،
 کتا ہیں پڑھائی جا رہی ہیں، وہ پوربی مصنفوں کی لکھی ہوئی ہیں، ان کتابوں میں ہندو اور مسلمان کے خلاف
 تشدد آمیز رویے کو گڑھ کر بیان کیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کے علاقے کو لوٹ

مشتعل رہے، اس زہر کا نتیجہ ہے، جو آج برادران وطن مسلمانوں کو ڈسنے کیلئے تیار ہیں۔

حضرت اورنگزیب رحمہ اللہ کی جانب سے مندروں کیلئے جاگیریں

پروفیسر این پاڈے بیان کرتے ہیں، جب میں الہ آباد میونسپلٹی کا چیئرمین تھا، تو میرے پاس ”سمشور ناتھ“ مہادیو مندر کی جاگیر کا جھگڑا آیا، اس کے ۲ دعوے دار ہو گئے، ایک نے جب اپنی دستاویز پیش کی، جو اس کے خاندان میں محفوظ چلی آ رہی تھی، تو میرے تعجب کی انتہاء نہ رہی، یہ اورنگزیب کا جاری کردہ فرمان تھا، جس کی رو سے مندر کو ایک جاگیر اور کچھ نقدی عطا کی گئی تھی۔

آخری پیغام

آخر میں میں یہی کہوں گا، کہ اسلام دشمنی چھوڑ کر، دنیا کو امن کی راہ پر لانے کیلئے نظام اسلام کو اپنائے بغیر چارہ کار نہیں، یا کم از کم اس کے مطابق نظام بنایا جائے، تعلیمات اسلام کی طرف رجوع کیا جائے، اس کا مطالعہ کیا جائے، اور لوگوں میں اسلامی رواداری، اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی و انکساری کی تعلیم دی جائے، تب ہی امن قائم ہوگا ورنہ قیام امن مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

دل پر ہاتھ رکھ جواب دیں

آپ کو دوسروں کے کہنے اور میڈیا کے پروپیگنڈے پر کان دھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عموماً آپ کا اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا مسلمانوں کے ساتھ ہے، لین دین، معاملات، مسلمانوں کے ساتھ ہیں، کیا آپ ایک بھی مثال دے سکتے ہیں، کہ کسی سچے کچے باشرع مسلمان نے (جس حلیہ کو میڈیا نے دہشت گرد باور کرایا ہے) آپ کو کبھی تکلیف دی ہو، آپ کا مال ہڑپا ہو، آپ کی بہو بیٹی پر نیت خراب کی ہو، چہ جائے کہ آپ کی جان کے پیچھے پڑا ہو، ایسا ممکن ہی نہیں اسلامی تعلیم میں یہ چیزیں ہے ہی نہیں، اسلام نے اس پر بڑی سخت سزا سنائی ہے، اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ کسی کی زبان اور ہاتھ سے کسی

دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔
اگر امن قائم کرنا ہے تو اسلامی تعلیم کو عام کرنا ہوگا، اسلامی تعلیم کو بنانا ہوگا، اسلامی تعلیم کو رواج دینا ہوگا۔

غامدی یا امریکی بیانیہ؟

ذیل نظر مضمون علماء دیوبند پر غامدی طبقہ فکری طرف سے جواب میں لکھا گیا ہے، جس میں ان کے نقطہ نظر کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ مضمون عصر حاضر کے حوالے سے انتہائی اہم اس لئے بھی ہے کہ حالیہ میں وزیر اعظم میاں نواز شریف نے بھی اس لہجے میں مدارس، علماء اور مذہبی جماعتوں کو مخاطب کرنا شروع کیا ہے جو دراصل مغربی ایجنڈے کی تحمیل ہے۔ ذیل نظر مضمون میں ان تمام مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے..... (ادارہ)

چند سال قبل جامعہ اشرفیہ میں علمائے دیوبند کی ایک کانفرنس کے اعلامیے پر جناب حسن الیاس کا تنقیدی مضمون دیکھا، آنجناب کی اصل خوبی یہی ہے کہ جناب جاوید غامدی صاحب کے داماد ہیں، اور جیسے غامدی صاحب کو دین کے کسی بھی اصول اور کسی بھی شخصیت پر تنقید کرنے کا کھلا اختیار حاصل ہے، داماد بھی اس حق کا دعویدار ہے کہ آخر داماد کس کا ہے؟

مضمون پڑھا تو لب خنداں سے بے اختیار آنکھ لگی امغالطہ در مغالطہ کا مجموعہ اور فریب نظر کا ایک ایسا شاہکار، جس پر شاید خود لکھاری نے بھی نظر ثانی کی کوشش نہیں کی، ورنہ وہ خود ہی اسے ڈسٹ بن کی نذر کر دیتا، دوسروں کے الفاظ اور خیالات کو من مانا مفہوم پہنانا اور اپنا مطلب کشید کرنا اور پھر سیدھے سادے مفہوم کو ذومعنی کلام کے ذریعے مشکوک بنانا کوئی اس مضمون میں دیکھے، نگہ مکران سے اس وجہ سے نہیں کہ تفکیک پھیلاتا اس گروہ کی خاص صفت ہے اور یہ کام پہلے مستشرقین کرتے تھے، مگر جب ان کو خود گھر سے ہی گھر کے لوگ، گھر کے ہی خلاف مل گئے تو انہوں نے اپنے پوریا بستر پیٹے اور اپنے اپنے ملکوں کو جاسد حارے، اب ہمارے متجددین اس کام کو بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

حسن صاحب کی وجہ ساری کوشش تفکیک پھیلانے اور سیدھے حارے بکرے کو ساڑھ بٹا کر پیش کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں، انہوں نے علمائے دیوبند کے اس مسئلہ اعلامیے پر گہرے تنقید کی ہے اور عاجز کی عادت جواب در جواب کی نہیں، مگر غامدی کو پورے حقائق کے ساتھ عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ سمجھنے کی وجہ سے جواب لکھنا اپنی ذمہ داری سمجھا مگر جواب سے پہلے ایک وضاحت سن لیجیے۔

پاکستان کا مطالبہ دو قومی نظریے کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ! اتنا واضح نعرہ تھا کہ جس کا علم اور جس کا فہم اس وقت بچے بچے کو تھا۔ ہر کسی کو اس بات کا ادراک تھا کہ پاکستان کی صورت میں ایک ایسا ملک بنایا جا رہا ہے، جہاں پر اسلام اور مسلمانوں کی حکومت ہوگی، علامہ اقبال اور قائد اعظم کہہ رہے تھے کہ ہم ایک ایسے قطعہ زمین کے طالب ہیں، جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں۔ مسلم لیگ کے ہر جلسے میں یہی آواز اٹھتی تھی، ہر اجلاس اس سے گونجتا تھا، ہر لیڈر اور ہر رہنما اسی کی مالا جپتا تھا، پاکستان بنا تو قرار دار مقاصد کے ذریعے ملے ہو گیا کہ ملک کا نظم خدائی اصولوں کے مطابق ہوگا، پھر چھین، ہاسٹھ اور تہتر کے آئین میں بطور خاص شریعت اسلامی کو نافذ کرنے اور قابل قبول بنانے کے وعدے کیے گئے ہیں۔ دستوری طور پر ملے ہونے کے ساتھ عوامی سطح پر جب بھی سروے ہوا ہے تو 80 سے 90 فیصد لوگوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ حال ہی میں ایک سے زیادہ سروے ہوئے، سامنے آیا کہ قوم اب بھی شریعت ہی کی طالب اور خواہاں ہے۔

علماء دیوبند اور پاکستان کی حمایت

علمائے دیوبند نے اسی بنیاد پر تحریک پاکستان کی حمایت کی تھی، خیرہ بختونخوا اور سلہٹ میں تقسیم کے حق میں ہم چلائی تھی اور آج تک اس پر قائم ہیں، پر امن طریقے سے، بغاوت اور فتنے سے بچتے ہوئے، قوم اور امت کے خون سے ہاتھوں کو بچاتے ہوئے، خود قوم کو باشعور بنانا، شریعت کے احکام کو اختیار کرنے کے لیے تیار کرنا اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اس کے لیے استعمال کرنا اپنی ضرورت ہی نہیں مقصد بھی سمجھتے ہیں اور عبادت سمجھ کر اس کام کو انجام دیتے ہیں۔ لہذا اگر وہ دستوری طور پر ملے ہونے اور عوامی خواہش کے مسلسل اظہار کے بعد نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں، تو خود آئین پاکستان ہی کی تکمیل کا مطالبہ کرتے ہیں، پاکستان ہی کی تکمیل کا مطالبہ کرتے ہیں، خصوصاً جبکہ شدت پسند تحریکوں کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی گئی ہے کہ پاکستان کا آئین اور نظام کفریہ ہے، تو ایسے میں یہ بہترین آپشن ہے کہ ملک کے نوجوان، جو ملک کا روشن سرمایہ بن سکتے ہیں، انہیں کہیں اور بھگتنے کے لیے چھوڑ دینے کے بجائے ملکی دھارے میں شامل ہونے کیلئے راغب کیا جائے، اس کے لیے عملی نقطہ شریعت کا مطالبہ مناسب بلکہ

دستوری ہے۔

عسکریت پسندوں کے امام امین اٹھواہری تھے پاکستانی آئین میں دس کے قریب لکات ایسے ذکر کیے ہیں، جن کی بنا پر ان کے نزدیک پاکستانی آئین کفریہ ہے، حالانکہ اسے مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ